رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

ٹیلیفون نمبر

روزنامہ
الفضل
قادیان

چہار شنبہ

۱۳ ماہ تبوک ۱۳۲۳ ہش | ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۶۳ھ | ۱۳ ستمبر ۱۹۴۴ء | نمبر ۲۱۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۱ ماہ تبوک۔ آج سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز واپس ڈلہوزی تشریف لے گئے حضور کے ہمراہ حضرت ام المومنین مدظلہا العالی۔ صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب اور بیگم صاحبہ صاحبزادہ مرزا حمید احمد صاحب بھی تشریف لے گئے ہیں۔ ڈلہوزی سے آج سوا چھ بجے حضور کے متعلق حسب ذیل ڈاکٹری رپورٹ بذریعہ فون موصول ہوئی ہے۔ کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ پانچ بجے بخیریت پہنچ گئے ہیں۔ راستہ میں کوئی خاص تکلیف نہیں ہوئی۔ بلکہ فرمایا کہ پاؤں کے درد (نقرس) میں کمی معلوم ہوتی ہے۔ البتہ گلے میں خراش کی شکایت فرمائی نیز انتڑیوں میں درد کی۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کو گذشتہ رات تین بجے تک کچھ درد رہا۔ پھر جاتا رہا۔ اور اب کہ چھ بجے شام کا وقت ہے۔ درد کو بالکل آرام ہے۔ اور حرارت بھی نہیں۔ البتہ پیشاب میں کچھ سوزش ہو گئی ہے۔ باقی حالت تسلی بخش ہے۔ احباب کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

۲۲ رمضان المبارک ۱۳۶۳ھ

ذکر الٰہی ۴

(از حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب)

اسم اعظم۔ خدا تعالےٰ کا صرف ایک نام اس کا اسم معرفہ یا ذاتی نام ہے۔ اور وہ اللہ ہے۔ اور یہی اسم اعظم ہے۔ باقی جتنے اسماء ہیں وہ صفاتی ہیں۔ اللہ کا لفظ بذات خود کوئی معنے نہیں رکھتا۔ ایک حدیث "سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم" سے یہ مطلب مستنبط ہوتا ہے۔ کہ اللہ وہ وجود ہے جو ہر نقص سے پاک۔ ہر حمد سے آراستہ اور نہایت عظیم الشان ہستی ہے۔ لیکن صرف اللہ اللہ کہتے رہنا کوئی ذکر نہیں۔ جب تک کوئی صفت اس کے ساتھ ذکر نہ کی جائے۔ جیسے سبحان اللہ۔ الحمد للہ۔ لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر یا اللہ الصمد اللہ الشافی۔ اللہ الحیّ القیوم ھو الاول والاخر والظاھر والباطن پس بغیر کسی صفت کے بیان کے یا بغیر کسی دعا کے شامل کرنے کے محض اللہ اللہ کہنا مسنون ذکر الٰہی نہیں ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ اسلام کے سوا اور کسی مذہب میں خدا تعالےٰ کا کوئی ذاتی نام موجود نہیں ہے۔ مشہور اذکار کے علاوہ جو پہلے بیان ہو چکے ہیں بعض اور فقرات بھی ذکر الٰہی کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں۔ اور وہ حسب ذیل ہیں۔

دیگر مختلف اذکار

(۱) لک الحمد لا الٰہ الا انت الحنّانُ المنّانُ بدیع السموات والارض یا ذوالجلال والاکرام یا حیّ یا قیّوم (۲) لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم (۳) لا الٰہ الا ھو الحی القیوم (۴) لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔ (۵) اللّٰھم انت لا الٰہ الا انت الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد (۶) سبحان اللہ وبحمدہ عدد خلقہ ورضیٰ نفسہ وزنۃ عرشہ (۷) لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ۔ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر

تعداد ذکر

ذکر کی تعداد دو طرح سے ہوتی ہے (۱) انگلیوں پر (۲) تسبیح کے دانوں پر۔ تسبیح کا استعمال نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ثابت ہے نہ صحابہ سے۔ نہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کے خلفاء کو تسبیح استعمال کرتے دیکھا ہے۔ اگر تسبیح کا استعمال اپنی بزرگی اور ذکر کا رعب جمانے کے لئے ہے تو حرام ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص نیک نیتی کے ساتھ تسبیح اس لئے رکھے۔ کہ ذکر الٰہی کو یاد کراتی رہے۔ اور خاص خاص تعداد ذکر پر عمل ہو سکے۔ اور وہ انگلیوں پر گننا نہ جانتا ہو۔ تو جائز ہے۔ عقد انامل سے اگر ذکر الٰہی کی گنتی کا کام لیا جائے۔ تو انگلیوں پر ہی ایک ہزار تک گنتی ہو سکتی ہے۔ لیکن انگلیوں کی گنتی سوائے خاص لوگوں کے کوئی نہیں جانتا اور اگر کوئی سیکھنا چاہے تو یہ گنتی مشکل نہیں ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی انگلیوں پر ہی گننے کی تاکید فرمائی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ علیکن بالتسبیح والتہلیل والتقدیس واعقدن بالانامل فانھن مسئولات مستنطقات۔ یعنی اے عورتو تم تسبیح تہلیل اور تقدیس کیا کرو۔ اور انگلیوں کے ساتھ گنا کرو۔ کیونکہ انگلیاں قیامت میں پوچھی جائیں گی۔ اور ان کو گویا کیا جائے گا (ترمذی) اس سے معلوم ہوا کہ انگلیوں کے پوروں پر ذکر کرنا افضل ہے۔ رہا یہ امر کہ ذکر کی گنتی کس قدر ہو سو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ فرض نماز کے بعد تنتیس تنتیس دفعہ سبحان اللہ اور الحمد للہ اور چونتیس دفعہ اللہ اکبر کہے۔ یا بموجب ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کم از کم بارہ بارہ دفعہ تسبیح اور درود شریف کے ذکر کی تعداد کا تعین ثابت نہیں ہے۔ اور حقیقت یہی ہے کہ ذکر الٰہی بکثرت اور ہر وقت کرنا ضروری ہے۔

تسبیح اور ذکر الٰہی کے اوقات

علاوہ پنج وقتہ نماز یا نوافل کے اندر ذکر کرنے کے (جن کے اوقات مشہور ہیں) حسب ذیل وقتوں میں تسبیح کرنے کی تاکید قرآن مجید میں پائی جاتی ہے۔ (۱) صبح کے وقت (۲) شام کے وقت (۳) دوپہر کے وقت (۴) تیسرے پہر (۵) طلوع آفتاب سے پہلے۔ (۶) غروب آفتاب سے پہلے (۷) رات کے درمیانی حصہ میں (۸) نمازوں کے بعد۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ حال تھا۔ کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہر وقت خدا کے ذکر میں ہی مصروف رہتے تھے۔ حتیٰ کہ بیت الخلا جانے کے موقعہ پر اور بیویوں سے خلوت کرنے کے وقت بھی حضور دعا میں مشغول رہتے تھے۔

ذکر الٰہی اور جہاد

مختلف اوقات کی بیان کی ہوئی مختلف اور متعدد احادیث سے یہ عجیب بات معلوم ہوتی ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ذکر الٰہی کو جہاد سے افضل قرار دیا ہے۔ مثلاً جب آپ سے پوچھا گیا کہ قیامت کے دن کون لوگ اللہ تعالےٰ کے نزدیک افضل اور اعلےٰ درجہ والے ہوں گے تو حضور نے فرمایا کہ ذکر کرنیوالے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں۔ اس پر پوچھا گیا کیا غازی سے بھی؟ حضور نے جواب دیا ہاں اس غازی سے بھی جو کفار اور مشرکین پر تلوار چلائے یہاں تک کہ اس کی تلوار ٹوٹ جائے اور خون سے رنگین ہو جائے۔ ایسے غازی سے بھی ذاکر افضل ہے۔ صرف یہی ایک حدیث اس مضمون کی نہیں۔ بلکہ مختلف لوگوں نے مختلف طریقوں سے مختلف الفاظ میں اسی کی ہم مطلب متعدد حدیثیں بیان کی ہیں۔ جن سے صاف واضح ہوتا ہے کہ ذکر کرنے والا جہاد کرنیوالے سے افضل ہے۔

ان احادیث نے کچھ مدت تک مجھے تعجب میں ڈالے رکھا۔ لیکن آخر کار اس کے معنے مجھ پر کھل گئے یعنی یہاں ذاکرین کے معنے صرف تسبیح پھیرنے والوں کے نہیں ہیں۔ بلکہ ایسے لوگوں سے مراد ہے۔ جو عقلی زبانی تقریری اور تحریری دلائل سے خدا تعالےٰ کا ذکر پھیلا کر لوگوں کو دہریت کفر اور شرک سے بچاتے ہوں

ایڈیٹر۔ غلام نبی

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا

اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور توحید دنیا کے اندر قائم کرتے ہوں۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہیں۔ کہ وہ احمدیت یا اسلام کے مُبلّغ ہوں۔ ان کے مقابل غازی اور مجاہد سے یہاں وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے صرف تلوار کے ساتھ کفار کا مقابلہ کیا۔ پس کیا شک ہے کہ عقلی مُبلّغ اسلام کا درجہ سیفی مجاہد سے افضل ہے۔ کیونکہ ایک تو خدا کا نام کافروں اور مشرکوں کے دلوں کے اندر داخل کرتا ہے۔ مگر دوسرا صرف تلوار سے ان کا مقابلہ کرتا ہے۔ اسی وجہ سے ذکر الٰہی کو ولذکر اللہ اکبر کہکر تمام اعمال سے افضل بتایا گیا ہے۔

مقام ذکر الٰہی

مسجدیں گھر راستے دوکانیں مجلسیں ہر جگہ ذکر الٰہی کرنا چاہیئے۔ اور ہر کام کے وقت دل میں خدا کا نام اور اسی سے دعا ہونی چاہیئے۔ تب انسانی زندگی میں برکت آتی ہے۔ بیٹھے کھڑے لیٹے ہر حالت میں ذکر الٰہی کا حکم ہے۔ چونکہ ذکر سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے ہر کام ہر آن اور ہر حالت میں ذکر کرنے کا یہ مطلب ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی محبت ذاکر انسان پر اس طرح چھا جائے۔ کہ اس کے ذرّہ ذرّہ میں مالک کے عشق کا نشہ رچ جائے۔ کیونکہ یہی عبودیت ہے اور اسی کا نام توحید ہے۔

عرش کے خزانے

اذکار میں سے بعض ذکر ایسے ہیں۔ جن کی بابت احادیث میں آتا ہے۔ کہ وہ عرش کے نیچے جو خدا کے خزانے ہیں ان میں سے تحفۃً اہل دنیا کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ چنانچہ سورۃ فاتحہ اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ سبحانہ اُن عرش کے خزانوں کے ہیں۔ اس تعریف کا اصل مطلب تو اللہ ہی کو معلوم ہے۔ لیکن میری سمجھ میں یہ آتا ہے۔ کہ یہ ایسے ذکر ہیں۔ جو عالمگیر اور نہایت درجہ وسیع الاثر ہیں۔ کیونکہ عرش سے حکومت الٰہی۔ خدا کا احکم الحاکمین اور مالک الملک ہونا مراد ہے۔ پس جسطرح خدا کی حکومت سے کوئی چیز باہر نہیں۔ اور اس کی بادشاہت عالمین پر بکلی چھائی ہوئی ہے۔ اسی طرح ان اذکار کا اثر بھی نہایت درجہ وسیع اور عالمگیر ہے۔ چنانچہ سورۃ فاتحہ میں جو چار صفات رب العالمین۔ رحمٰن۔ رحیم اور مالک یوم الدین کی ہیں۔ وہ اُمّ الصفات ہیں۔ اور قرآن میں لکھا ہے کہ یہ چار صفات گویا عرش عظیم کے چار پایوں کی طرح ہیں۔ یعنی تمام عالمین کا انتظام اور حکومت الٰہی کے بل چل رہی ہے اسی طرح لاحول ولا قوۃ الا باللہ بھی عرش کا ایک خزانہ ہے۔ کیونکہ یہ کلمہ بھی جوامع الکلم میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات اور قوتوں کو عالم کی تمام قوتوں کا منبع اور مبداء ٹھیراتا ہے اور خدا کے سوا کسی اور کی طاقت اور قدرت کی بکلی نفی کرتا ہے۔ اس وجہ سے اس کا اثر بھی تمام مخلوقات پر حاوی ہے۔ پس اپنے کامل وسعتِ اثر کی وجہ سے یہ دونوں ذکر عرش کا خزانہ کہلانے کے مستحق ٹھیرے۔

قابل افسوس بات

جس طرح اور عباداتِ اسلامی اس زمانہ میں محض چھلکا اور قشر بن کر رہ گئی ہیں۔ یہی حال آج کل ان اذکار کا بھی ہو گیا ہے۔ اب سبحان اللہ صرف ایک تعجب کے اظہار کا نقرہ رہ گیا ہے۔ الحمد للہ خوشی کے اظہار کا۔ اور لاحول ولا قوۃ نفرت کے اظہار کا۔ اور لا الہ الا اللہ بطور قسم کے استعمال ہوتا ہے۔ اور اللہ اکبر احرار کے نعرہ سے بڑھ کر کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ یہ نہایت درجہ افسوس اور رنج کی بات ہے ہماری جماعت کے لئے ذکر الٰہی کو بھی اپنے اسی اصلی مقام پر قائم کرنا ضروری ہے جو خدا کا مقصد ہے۔ واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

روزہ کے افطار اور سحری کے اوقات

یہ وقت ریڈیو کے وقت کے مطابق ہے

افطار (۱۳ اکتوبر ۲۴ رمضان بروز بدھ) ۷ بجکر ۵ منٹ

سحری (۱۴ اکتوبر ۲۵ رمضان بروز جمعرات) ۵ بجکر ۱۵ منٹ

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی ڈاک کے متعلق ضروری اعلان

بہت سے دوستوں کو یہ خیال رہتا ہے۔ کہ حضور کی تمام ڈاک پہلے پرائیویٹ سکرٹری کے پاس آتی ہے۔ اور وہ پڑھتا ہے۔ پھر حضور کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔ اس لئے ایسے خطوط آتے رہتے ہیں۔ کہ پتہ نہیں حضور کی خدمت میں خط پہنچا بھی یا نہیں۔ ایسے تمام دوستوں کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ ہر قسم کی ڈاک ڈاکخانہ سے ایک بند تھیلے میں جس کو تالا لگا ہوتا ہے براہ راست حضرت صاحب کے ہاتھ میں اندرون خانہ جاتی ہے۔ اور حضور وہاں خود اپنے دست مبارک سے تالا کھول کر تمام ڈاک ملاحظہ فرماتے ہیں۔ اس لئے یہ کسی کو خیال نہ ہونا چاہیئے۔ کہ کوئی خط حضور تک نہیں پہنچا۔ ہر خط حضور کو پہنچ جاتا ہے (الا ماشاء اللہ) اور اس کے بعد دفتر کو حضور خطوط دیتے ہیں۔ اور ان سب کو حضور کی ہدایت کے ماتحت شمار کیا جاتا ہے۔ اور آمد کی تاریخ کی مہر ہر خط پر لگائی جاتی ہے۔ اور پھر اس کا جواب دیا جاتا ہے۔ بعض احباب ایسے خطوط سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں بھیجتے ہیں۔ جن کا تعلق مختلف اداروں سے ہوتا ہے۔ جو حضور ایدہ اللہ بنصرہ نے مقرر فرمائے ہوئے ہیں (جس کی تصریح قواعد ضوابط صدر انجمن احمدیہ میں موجود ہے) ایسے خطوط کا حضور کی خدمت میں بھیجنا جواب میں دیر کا موجب ہوتا ہے اور حضور ایدہ اللہ بنصرہ کے دفتر کے کام کو بڑھاتا ہے۔ اور بسا اوقات حضور کے قیمتی وقت کو ضائع کرتا ہے۔ چاہیئے یہ کہ ہر دفتر سے تعلق رکھنے والے امور الگ الگ کاغذ پر لکھ کر براہ راست متعلقہ دفتر کو بھیجے جائیں تا کارروائی ہونے میں کم سے کم وقت صرف ہو۔ خاکسار عبد الرحیم درد پرائیویٹ سکرٹری

خدام الاحمدیہ

سالانہ اجتماع۔ کا۔ پروگرام

۱۳۔۔۔ ۱۴۔۔۔ ۱۵ / اخاء ۱۳۲۳ھش

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر حسب ذیل پروگرام پیش کیا جا رہا ہے۔

تقریر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

انتخاب صدر۔ شوریٰ۔ تلقین عمل۔ ریلی۔ ورزشی مقابلے۔ اخلاقی مقابلے۔ علمی مقابلے انشاء اللہ

امور مذکورہ کی تفصیل حسب ضرورت انشاء اللہ آئندہ عرض کر دی جائیگی۔ قائدین اور زعماء کرام کو چاہیئے۔ کہ ابھی سے ان امور کے پیش نظر تیاری شروع فرما دیں۔ خاکسار ملک عطاء الرحمٰن

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

مجاہد تحریک جدید بغداد میں

مکرم محمد احسان الٰہی صاحب جنجوعہ جو بیان سے سیرالیون (افریقہ) کے لئے بطور مبلغ روانہ ہوئے تھے۔ اپنے تازہ خط میں اطلاع دیتے ہیں کہ وہ ۲۲ ظہور ۱۳۲۳ھش کو بغداد پہنچ گئے ہیں۔ وہ منزل مقصود پر بخیریت پہنچنے کیلئے اور سلسلہ کے مقاصد عالیہ کی کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

انچارج تحریک جدید قادیان

نفع مند کام

جو دوست اپنا روپیہ نفع مند کام پر لگانا چاہیں انہیں چاہیئے کہ وہ میرے ساتھ خط و کتابت کریں۔ ایسا روپیہ جائیداد کی کفالت پر لیا جائیگا۔ جو ہر طرح سے محفوظ انشاء اللہ محفوظ رہیگا اور نفع لائیگا۔ ناظر بیت المال

مجالس خدام الاحمدیہ رسید بکیں منگوالیں

جملہ مجالس کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ نئی رسید بکیں چھپ کر تیار ہو گئی ہیں۔ جن جن مجالس کو ضرورت ہو فوراً دفتر مرکزیہ سے منگوالیں۔ اور ختم شدہ رسید بکیں واپس ارسال کر دیں۔ نیز حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے تازہ ارشاد کے ماتحت جہاں جہاں نئی مجالس قائم ہو رہی ہیں وہ بھی رسید بکس منگوا کر کام شروع کر دیں۔ اور تمام عہدیداران خصوصاً سکرٹریان مال اراکین سے چندہ کی وصولی کی خاص کوشش کریں۔ کیونکہ موجودہ حالات میں مجلس مرکزیہ کو بہت زیادہ روپیہ کی ضرورت ہے۔ جن مجالس نے اس سے پہلے رسید بکوں کا مطالبہ کیا تھا۔ وہ براہ مہربانی دوبارہ لکھ کر منگوالیں۔ خاکسار بشیر احمد قائم مقام مہتمم مال مجلس مرکزیہ

خدام "انقلاب حقیقی" کے امتحان میں شامل ہونیکی پوری کوشش کریں

مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جناب مولوی محمد علی صاحب کی "ایک درخواست"

اور

جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی تنقید کا جواب

(از مکرم جناب سید امجد علی صاحب)

اخویم محترم جناب ڈاکٹر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب کی تنقید میرے ۱۳ اگست ۱۹۴۴ء کے مضمون مطبوعہ "الفضل" پر اور اسی مضمون کے متعلق جناب مولانا کی "ایک درخواست" "پیغام صلح" مورخہ ۲۳ اگست میں موصول ہوئی میرے مضمون کی طباعت میں ایک غلطی ہو گئی تھی۔ جو اگر نہ ہوتی۔ تو شاید جناب کی تنقید اور مولانا کی "ایک درخواست" کا ایک حصہ موجودہ سے کچھ مختلف ہوتا۔ وہ غلطی یہ ہے کہ صفحہ ۳ کے کالم ۲ میں یہ عبارت چھپی "صاحبزادہ صاحب نے افترا کیا۔ کہ وہ مامور ہیں" مگر اصل عبارت یوں تھی "صاحبزادہ صاحب نے اقرار کیا کہ وہ مامور نہیں" تو میرا استفسار یہ تھا۔ کہ جب حضرت مولانا نے المصلح الموعود میں خود ہی یہ لکھ دیا۔ کہ "صاحبزادہ صاحب نے اقرار کیا ہے کہ وہ مامور نہیں" تو پھر ان کو ماموروں اور انبیاء کے معیار پر پرکھنا کیوں شروع کر دیا۔ اس کا جواب دونوں مضامین میں نہیں۔ اور ہوتا بھی کیسے۔ جب استفسار ہی صحیح سامنے نہ تھا۔

پیشتر اس کے کہ اصل مضمون کے متعلق جو کچھ جناب نے لکھا اس کے متعلق کچھ عرض کروں۔ جو عام اعتراضات جناب نے یا حضرت مولانا نے مجھ پر فرمائے ہیں۔ ان کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

لفظ پروپیگنڈا

جناب کو شکایت ہے۔ کہ میں نے لفظ پروپیگنڈا استعمال کیا۔ اور اس لفظ کی وضاحت جناب نے فرمائی۔ "یہ ایک نہایت مکروہ لفظ ہے۔ اور اس میں جھوٹ۔ دھوکہ دہی غلط بیانی الفاظ کی توڑ موڑ سب کچھ شامل ہے" لیکن عرض ہے کہ میں نے تو اس لفظ کو صرف تشہیر یا نشر کے معنی میں استعمال کیا ہے کہ یہ اسم آلہ ہے۔ لفظ Propagation کا۔ جو نہ صرف خبر بلکہ مادی اشیاء کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اور میرا خیال ہے۔ کہ اچھے اور برے دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اگر جناب مجھے فرمائیں۔ کہ تم اپنے خیالات کا یا اپنے مذہب کا پروپیگنڈا کرتے ہو۔ تو میں اس استعمال کو صحیح سمجھونگا۔ ممکن ہے بلحاظ زبان کے میں غلطی پر ہوں۔ مگر میرا خیال یہی ہے۔ اس لئے اگر اس سے آپ کو رنج پہنچا ہے۔ تو امید ہے معذور خیال فرمائیں گے۔

میری نیت

حضرت مولانا نے جس قدر غصہ مجھ پر نکالا ہے۔ وہ انکا حق ہے۔ میں ان کا زمانہ طالب علمی سے شاگرد ہوں۔ اور اس وقت تک میں نے زانوے ادب ان کے سامنے جھکایا ہے۔ اور وہ جو کچھ کہیں اپنا حق سمجھتے ہیں۔ اور میں اس حق کی مخالفت نہیں کرنا چاہتا۔ ہاں مانیں یا نہ مانیں میں یہ عرض کرونگا۔ کہ میری نیت وہی ہے۔ اور اسکے سوائے کچھ نہیں۔ کہ میں دونوں فریق میں تفرقہ کو مٹا ہوا دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں اپنی طرف اور نیتوں کا منسوب کیا جانا ظلم سمجھتا ہوں۔ اور اپنے لئے بھی اور یہ نسبت کرنے والے کے لئے بھی اللہ تعالےٰ سے مغفرت مانگتا ہوں۔ ویسے جو کسی کا جی چاہے کہتا رہے۔ میں جانتا ہوں کہ نیتوں پر اجر یا سزا دینے والا اصل نیت سے واقف ہے۔ مگر چونکہ یہ ان چیزوں میں سے ایک ہے۔ جن کو میں ہمیشہ افتراق کو وسیع کرنے والا کہتا ہوں۔ اس لئے اتنا عرض کرتا ہوں۔ کہ جناب نے جو میرے متعلق یہ فرمایا "یہ تو درست ہے کہ پختہ مریدی کا سرٹیفکیٹ ایسی باتوں کے بغیر نہیں مل سکتا۔ اور شاید قادیان کے قانون کے رو سے ہر مرید کے لئے ایک سال پروبیشن کا ہوتا ہے۔ تب جا کر وہ مستقل ہوتا ہے اور خاص خاص حقوق اسی وقت اسے ملتے ہیں۔ اور سید صاحب کی آرزو بھی ان حقوق کو حاصل کرنے کی ضرور ہے"۔ سو میں خدا تعالےٰ کے لئے حق گوئی کا واسطہ دے کر پہلے تو یہ عرض کرتا ہوں کہ میری کوئی رعایت کئے بغیر اس حق کا اظہار فرما دیں۔ اور یہ بھی فرما دیں۔ کہ میرے اس اقدام میں میری نیت میں اس کی آرزو انہوں نے میرا سینہ پھاڑ کر دیکھ لی ہے۔ میں بچپن سے ان کا شاگرد ہوں۔ اور ۱۹۱۵ء سے ان کو امیر مان کر ان کی جماعت میں رہا ہوں۔ کیا حساب کے ساتھ باقاعدہ چندہ دینے والوں میں چوٹی کے آدمیوں میں میرا شمار ان کی نظر میں نہیں رہا؟ کیا ہنگامی چندے استطاعت بھر ساری عمر نہیں دیئے؟ کیا میری ملازمت ایسی نہ تھی۔ کہ ہر قدم پر ناجائز مفاد کی طرف رغبت دلانے والے حالات نہ تھے؟ مگر اللہ تعالےٰ نے ہر چھوٹے بڑے موقعہ پر اپنے فضل سے میری مدد فرمائی۔ اور محفوظ رکھا۔ اور کیا وہ نہیں جانتے۔ کہ افسران بالا کے اقرار کے باوجود کہ میرا کام بہترین تھا۔ میں نے سرکار کے گھر سے بھی کبھی غیر معمولی ترقی نہیں لی۔ صرف اس لئے کہ میں نے اس کے لئے بھی خواہش یا خوشامد نہیں کی۔ کیا جس خدمت کے لئے مولوی صاحب نے لگایا۔ وہ اپنی وسعت کے موافق ادا نہیں کی؟ میں جانتا ہوں۔ کہ میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔ مجھے اس میں کمزوریوں اور فرائض ناشناسی میں خدا ہی جانے نہ معلوم کتنا خدا کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے گا۔ صرف اس کی رحمت کا سہارا ہے۔ مگر حضرت مولوی صاحب کیا بتا سکتے ہیں۔ کہ میں نے ان سے کبھی کسی حق یا اجر کی خواہش یا توقع کی ہو۔ یا ان سے کوئی سرٹیفکیٹ مانگا ہو۔ یا اپنی کسی دنیا کی خواہش کے پورا ہونے یا تکلیف کے دور ہونے کے لئے دعا کرنے کی بھی تکلیف ان کو دی ہو؟ (الا ما شاء اللہ) بلکہ میں تو دوسروں کو کہتا رہا۔ کہ یہ لوگ ہماری آمدنی میں چند پیسوں کی ایزادی یا بخار اترنے کی دعاؤں کے لئے نہیں کہ انکے وقت کو اس طرح خراب کیا جائے جناب نے جو کیریکٹر میری طرف اب منسوب فرمایا ہے۔ کیا یہی دیکھ کر جناب نے اور جناب کی جماعت نے مجھے مجلس معتمدین میں شامل فرمایا تھا۔ اور پھر مجلس منتظمہ کا ممبر بنایا اور محاسب اور جنرل سیکرٹری کا کام میرے سپرد فرمایا۔ اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ مجھے دوامی ممبر بنایا۔ یہ صحیح ہے کہ انسان تمام عمر نیک عمل کر کے آخر ایک عمل سے جہنمی بن جاتا ہے۔ مگر کیا ان تمام امور کے بعد میری اٹھاون سال کی عمر میں یک لخت میرا سینہ چیر کر آپ نے میری نیت کی تبدیلی دیکھ لی۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ جناب نے مجھ پر بھی اور نہ معلوم کس کس پر اس نوازش سے ظلم کیا۔ نہ جماعت کی نوازش ہوتی۔ نہ نرخ کے رنگ میں مجھے جماعت میں کسی نقص کے دور کرنے کا خیال اور احساس ہوتا۔ میں صرف اپنے ہی نفس کی فکر میں رہتا۔ اور آج جناب کی یہ طعن و تشنیع کی زبان بھی نہ سنتا۔ خدا کے لئے میری پوشیدہ نیتوں کا معاملہ میرے اور خدا تعالےٰ کے درمیان چھوڑیئے اور شریعت اور عقل کی کسوٹی پر دلائل کو وزن کر کے مجھے مجرم بنا دیں۔ یا کسی چیز کی اصلاح کی طرف توجہ فرمائیں۔ ہاں گو یہ ان اسباب میں سے ایک ہے۔ جو منافرت پیدا کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا تھا۔ کہ ذاتیات کو درمیان میں لانا۔ اور کسی کی ذاتی برائیوں کی تشہیر پر کسی کو ذلیل کرنے کی امید رکھنا اور اس سے اپنی پوزیشن کی مضبوطی کا گمان کرنا یہ صحیح راستہ نہیں۔ اس کے جواب میں میرے سامنے وہی مثل ہوئی۔ کہ پشاور میں کسی انگریز نے کسی بہت بڑے خانصاحب سے کہا۔ کہ خانصاحب سنا ہے آپ گالیاں بہت دیتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا۔ "کون حرامزادہ کہتا ہے" اس انگریز نے اعتراف کیا کہ خانصاحب لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔

میرا موضوع

اس کے بعد میں ان سوالات کا جواب عرض کرتا ہوں۔ جو حضرت مولانا نے مجھ سے فرمائے۔ لیکن اس سے پہلے اتنا عرض کر دیتا ہوں کہ میرے خطاب اول کا موضوع اختلافی مسائل کی صحت یا غلطی میں الجھنا ہرگز نہیں۔ میرا موضوع یہ ہے کہ ہم اختلافات کو کس حد تک دور کر سکتے ہیں اور جو اختلاف دور نہیں ہو سکتے ان کی موجودگی میں ہم کن چیزوں کو چھوڑ سکتے۔ اور کون سے ذرائع اختیار کر سکتے ہیں کہ ان اختلافات کے ہوتے ہوئے ہم کلمۃ سواء پر محبت کی فضاء میں جمع ہو سکیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میرا ارادہ ہے۔ کہ اس امر پر بھی آئندہ کسی وقت روشنی ڈالوں کہ عقائد کے اختلاف کی حقیقی اہمیت کیا ہے۔ اور کیا واقعی وہ اہمیت ہمیں افتراق پر مجبور کرتی ہے۔ اور کس حد تک۔ لیکن سردست مجھے صرف سوالات کا جواب دینا ہے۔ اور اختلافات کی صحت و عدم صحت میں الجھنا میرے موضوع سے باہر اور غلط مبحث ہو کر اصل غرض کو نابود کر دینے والا ہوگا۔ اسلئے میں اسوقت اس میں نہیں الجھونگا۔

جہر بالسوء پر رنج

جناب مولوی صاحب اپنے پہلے سوال میں ضمن ا۔ب۔ج قرار دیکر ان مختلف سخت اور تذلیل آمیز الفاظ کے حوالہ جات دیتے ہیں۔ جو قادیان سے وقتاً فوقتاً ان کے لئے استعمال ہوئے اور مجھ سے پوچھتے ہیں۔ "سید امجد علی شاہ صاحب حق گوئی سے کام لیتے ہوئے یہ بتا دینے کی جرأت کریں گے۔ کہ میاں صاحب کی یہ باتیں انہیں بُری معلوم ہوتی ہیں یا نہ۔" ضمن الف میں دعوت مباہلہ میں جھوٹا اور بزدل کا حوالہ دے کر فرماتے ہیں:۔ "یہ بات سید صاحب کو اگر بُری لگی تھی۔ تو اسوقت انکی زبان پر مہر کیوں لگی رہی۔ اور میرے جواب پر وہ مہر کسطرح ٹوٹ گئی۔ پیر کی گالیاں نظر نہ آئیں۔ اور مرید کا اشاعت فواحش کا ارتکاب نظر آگیا۔" تینوں مضمونوں کے آخر پر سب حوالوں کے بعد فرماتے ہیں۔ "سید صاحب کی زبان اس وقت کیوں نہ کھلی۔" ان تمام امور میں سے دعوت مباہلہ کے الفاظ کے متعلق تو جناب مولوی صاحب کا یہ سوال ہو سکتا ہے لیکن باقی حوالوں کے متعلق تو یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس وقت تو میں ان کے خدام و تلامذہ میں شامل تھا۔ ان کا گننا تو صرف میرے جرم کی نوعیت کو بڑھا کر دکھانے کیلئے ہے۔ ورنہ اس وقت بُرا نہ لگنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ رہا دعوت مباہلہ کے الفاظ کے متعلق۔ جناب مولوی صاحب اگر جھوٹ کا فتویٰ نہ دے دیں۔ تو میں سچ کہتا ہوں کہ ان الفاظ سے بُرا لگنا تو کیا مجھے سخت تکلیف ہوئی۔ بلکہ میرا ضمیر تو یوں کہتا ہے۔ کہ خود استعمال کرنے والے کو بھی ضرور تکلیف ہوئی ہوگی۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ جو فواحش مولوی صاحب مصری صاحب، یا دوسرے لوگوں سے سنکر اشاعت فرماتے ہیں۔ اگر وہ انکو بالکل سچا بھی یقین کرتے ہوں اور اشاعت کو دل سے فرض بھی جانتے ہوں۔ تو بھی ان کے اظہار کے وقت انکے دل کو بھی تکلیف محسوس ہونی چاہیئے۔ کہ وہ اس ناگوار فرض کی ادائیگی پر مجبور ہیں۔ چہ جائیکہ ان کا نشانہ ان کا مرشد زادہ ہو جس کو تکلیف نہیں ہوتی۔ میں سمجھتا ہوں۔ اس کا بغض بغض للہ نہیں ہے۔ مجھے واقعی تکلیف ہوئی اور سخت تکلیف ہوئی۔ اسوقت میری زبان پر مہر کیوں لگی رہی۔ اور جواب پر وہ مہر کیوں ٹوٹی۔ اس کا جواب اگر جناب ملاحظہ فرماتے۔ تو انہی فقروں میں موجود تھا۔ جواب پر میری مہر نہیں ٹوٹی۔ کیونکہ اسکے لئے تو میں نے جھوٹا اور بزدل کے الفاظ دعوت مباہلہ میں خود بطور عذر کے پیش کئے ہیں۔ اور اس عذر کو ناکافی نہیں بتلایا۔ ہاں میں نے پوچھا یہ تھا۔ کہ کیا المصلح الموعود کی تحریر دعوت مباہلہ میں سخت الفاظ کا عذر بننے کے لئے کافی نہیں۔ میری مہر اس سارے سلسلہ کی مشترکہ نوعیت پر ٹوٹی۔ بلکہ ٹوٹی نہیں تازہ واقعات نے اس بات کا اعادہ کرا دیا۔ جو ہمیشہ کہتا رہا۔ تو صورت معاملہ یوں بن گئی کہ جناب کی جواب مباہلہ میں سختی کے لئے عذر۔ دعوت مباہلہ میں سختی۔ دعوت مباہلہ میں سختی کے لئے عذر المصلح الموعود کی تمہید میں سختی اسکے متعلق اب جناب مولوی صاحب نے یہ عذر فرمایا ہے۔ "میرا یہ عذر ان کے نزدیک ناکافی ہے۔ کہ المصلح موعود کی تمہید میں تو میاں صاحب کو ننگا دکھانے کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی۔ کہ انہوں نے مصلح موعود ہونیکا دعویٰ کیا۔ اور میرا فرض تھا۔ کہ میں بتاتا۔ کہ اس حیثیت کا انسان وہی ہو سکتا ہے۔ جس کی سابقہ زندگی پر دشمن بھی حرف نہ رکھ سکتا ہو۔"

یہ عذر واقعی میرے نزدیک ناکافی ہے کیونکہ جناب مولوی صاحب خود ہی اس رسالہ میں فرماتے ہیں۔ کہ مامورین اس شان کے ہوتے ہیں۔ اور اسی رسالہ میں جناب مولوی صاحب خود ہی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ:۔ "صاحبزادہ صاحب نے اقرار کیا ہے۔ کہ وہ مامور نہیں۔" تو پھر کونسے اصول کے مطابق انہوں نے صاحبزادہ صاحب کو اس معیار پر پرکھنے کا اقدام کیا۔ چاندی کھری ہو یا کھوٹی اس سے بحث نہیں سوال یہ ہے کہ سونے کے معیار پر چاندی کو کس طرح پرکھا جا سکتا ہے۔ اس سوال کا جواب مجھے دونوں مضمونوں میں نہیں ملا۔ تو کیا یہ اقدام صرف عیب شماری کا موقعہ پیدا کرنے کا ہم معنے نہیں؟

اشاعت فاحشہ اور گالی

پھر جناب مولوی صاحب سختی کلام۔ تنابز بالالقاب۔ بدگوئی۔ گالی اور اشاعت فاحشہ کو اپنے مضمون میں ایک ہی چیز کے طور پر بیان فرماتے ہیں۔ حالانکہ پہلی تمام چیزوں کا ارتکاب تو انسان غصہ کی حالت میں بھی کر لیتا ہے۔ یہ بھی لازم نہیں۔ کہ اس کے نیچے حقیقت بھی الفاظ کے مطابق ہو۔ مثلاً وہی الفاظ گوبھی کے چھلکے وغیرہ جن کا حوالہ دیا ہے۔ مگر فاحشہ تو ایک خاص نوعیت کا فعل ہے جو فاعل کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ اور اس کی اشاعت فاعل میں اس فعل کی موجودگی کے اظہار پر مشتمل ہوتی ہے۔ یہ دو تو ایک چیز نہیں۔ پہلی تمام چیزیں جہر بالسوء کے ضمن میں آئینگی، نہ کہ اشاعت فاحشہ کے ضمن میں۔ اور ان دونوں کے مرتکب جزاؤ سیئۃ سیئۃ مثلھا کی ذیل میں آئیں گے۔ یا ایک کے فعل پر دوسرے کا فعل اعتداء کی حد کو پہنچیگا یہ بھی دیکھنے والی بات ہوگی۔

شنیدہ کی اشاعت

پھر میں نے عرض کیا تھا۔ کہ اس امر پر بھی روشنی ڈالی جائے۔ کہ اگر یہ یحدث کل ما سمع مایقول کل ما سمع نہیں تو وہ کونسی چیز ہوگی۔ جو اس ضمن میں آئیگی۔ اور اللہ جانتا ہے کہ اس سوال سے میری نیت صرف اس بات کا اظہار ہے۔ کہ ایسے ذرائع شرعاً استعمال نہیں ہو سکتے۔ نہ کہ کسی ذات کی مذمت منظور ہے۔

قادیان کی بُری باتیں

پھر جناب مولوی صاحب مجھے فرماتے ہیں:۔ "اگر وہ یہ چاہتے ہیں۔ کہ انکی باتوں کا ہم پر اثر ہو۔ تو اس کی صورت صرف ایک ہی ہے کہ وہ جماعت قادیان کی بُری باتوں کو بھی اسی طرح بُرا کہنے کی جرأت کریں۔ ....." پھر فرماتے ہیں:۔ "کیا ان میں یہ جرأت ہے۔ کہ ان تین جھوٹوں کے متعلق اپنی زبان کھولیں۔ اور ایک مضمون الفضل میں لکھ بھیجیں۔ کہ ہمارے مصلح موعود کی شہرت بیشک بہت پھیلی ہے اور انہوں نے کچھ اچھے کام بھی کئے ہیں۔ مگر ان تین باتوں میں مسیح موعود پر افتراء کیا ہے۔"

گذارش ہے۔ کہ میں جناب کا یہ مطالبہ واقعی ہر پرچہ میں زور سے کیا جاتا دیکھ رہا ہوں۔ دوسری طرف جناب مولوی صاحب کی طرف بھی چند جھوٹ منسوب کر کے ایسا ہی مطالبہ قادیان سے بھی کیا جاتا ہے جس کے جواب کیلئے اکثر لوگ دونوں جانب منتظر ہیں۔ مثلاً اکمل صاحب کے شعر کو میاں صاحب کی تعلیم کی طرف منسوب کرنا۔ یا مصری صاحب اور ان کے ساتھیوں کی امداد سے قطعی انکار وغیرہ۔ لیکن میری نظر میں یہ سب امور ذاتیات ہیں۔ اور ہر ذاتی الزام دینے والا اس کے ثبوت کا اور جس کو دیا جائے۔ وہ تردید کا ذمہ دار ہے۔ مولوی صاحب مجھ سے قادیان اور میاں صاحب کی برائیاں بیان کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ کیا میں نے ان کی کوئی بُرائی کی؟ کیا ان کی ذات کو کوئی عیب لگایا؟ کیا ان کے جھوٹ میں نے گنے ہیں؟ میری اسوقت کی تمام تحریروں کو اٹھا کر دیکھ لیں۔ وہ صرف دو باتوں پر مشتمل ہیں۔ (۱) باہمی اتحاد کو پیدا کرنے کے ذرائع (۲) ذاتی عیوب شماری سے پرہیز۔ جناب مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ عیوب کا اظہار وہ میاں صاحب کے دعوے کی غلطی کے دلائل میں پیش کرتے ہیں۔ اور میں نے عرض کیا کہ یہ جائز نہیں۔ اس چیز کا نام کیا مولوی صاحب کی برائی بیان کرنا ہے؟ اس کے علاوہ وہ فرمائیں میں نے کونسی ان کی برائیاں بیان کیں۔ کہ وہ مجھ سے قادیان کی برائیاں گنواتے ہیں۔ میں عرض کر چکا ہوں۔ کہ میرا موضوع محدود ہے۔ جماعتوں کے اتحاد یا تفرقہ پر اثر انداز ہونے والے امور تک۔ اگر وہ قادیان کے ایسے امور میرے سامنے رکھیں۔ مجھے اظہار خیال سے دریغ نہ ہوگا۔ مسائل کے اختلاف اور عقائد میں فرق کسی کے کہنے سے دور نہیں ہو سکتے۔ نہ کبھی صلح کے لئے کسی نے عقائد کو تبدیل کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ یہ انوکھا مطالبہ ہے۔ میں نے اگر مولوی صاحب کا کوئی عیب یا جھوٹ گنا ہو۔ تو میں اپنے جرم کی سزا کے لئے تیار ہوں۔ کئی سال سے میرا تمام زور اور کوشش اسی نقطہ پر لگی ہوئی ہے۔ کہ برائیاں بیان کرنے میں بہتری نہیں۔ اور مجھے حکم ہوتا ہے۔ کہ تم جب تک برائیاں بیان نہ کرو۔ تمہاری بات ہم نہیں سنیں گے۔ بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است۔

محترم ڈاکٹر صاحب! جناب نے بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشاد فرمایا ہے کہ میاں صاحب کی بدسلوکیاں اور سخت کلامیاں بھی گنو۔ کیا جناب مجھے بتائیں گے کہ فریقین کی زیادتیاں گننا صلح کا نتیجہ پیدا کر سکتا ہے۔ ہمارے ملک میں تو عورتوں کی لڑائیاں مٹانے کے وقت بھی اور خانگی امور میں شکر رنجیاں مٹانے کے لئے بھی یہ کہدیا جاتا ہے "دیکھو بھائی پچھلی باتیں نہیں دہرانی"۔ کیا ہم ان سے بھی گئے گزرے ہو گئے بات یہ ہے کہ لڑائی میں ایک

Vicious circle

بدگوئیوں کا بن جاتا ہے۔ ابتدائً سخت الفاظ کا استعمال کس نے شروع کیا۔ اس کا یقین مرغی پہلے تھی یا انڈا کے مسئلہ کی طرح بن جاتا ہے۔ اور یقین ہو بھی جائے تو فائدہ نہیں ہوتا۔ اسلئے موجودہ حالات ہر کوئی لیتا ہے۔ آپ ترازو اور پیمانے لگانا چاہتے ہیں۔ کہ کس کی سخت کلامی زیادہ وزن یا مقدار کی ہے۔ میں نے جو کچھ عرض کیا جو ہو رہا ہے اس پر تنقید کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں "گڑے مردے اکھاڑنے کوئی مستحسن امر نہیں۔ لیکن میاں صاحب کی گالیوں کو دبانے کے لئے آپ نے اس کی بھی کوشش کی ہے"

کیا جناب میرے سارے مضمون میں ایک گڑا مردہ دکھا سکتے ہیں۔ جو میں نے اکھاڑنے کی کوشش کی ہے میں نے تو زنجیر کی آخری کڑیاں جو اس وقت بروئے کار ہیں وہی لی ہیں۔ مجھے مضمون سے بتادیں۔ میں اخبار میں اعلان کے ساتھ اس کی معافی مانگ لونگا۔ اور آئندہ احتیاط کروں گا۔ لیکن اگر کوئی نہیں تو پھر جناب نے یہ الزام مجھ پر کیوں لگایا؟ اور اس کے جواب میں خود گڑے مردے اکھائے

فریق لاہور میں آزادی ضمیر

اسی ضمن میں جناب مولوی صاحب نے مجھ سے بھی سوال کیا ہے "کیا وہ آزادی ضمیر جو ان کو لاہور میں حاصل تھی کہ جماعت لاہور سے انہیں کچھ اختلاف دکھانے کی ضرورت محسوس ہوئی تو انہوں نے ایک ٹریکٹ شائع کر دیا۔ وہ جرأت ان میں اب بھی باقی ہے"۔ سو عرض ہے کہ اگر میں نے ٹریکٹ شائع کیا۔ تو جناب مولوی صاحب نے اسے فتنہ قرار دے دیا۔ اگر وہ کسی طرح مجھے اس کا باز رکھ سکتے۔ تو کبھی شائع نہ کرنے دیتے۔ چنانچہ کسی "آزادی ضمیر" کی آواز کو جو حضرت مولوی صاحب کے خیالات کے مطابق نہ ہو۔ انجمن کی اشاعت کے ادارہ میں جگہ نہیں ملتی۔

کیا ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کے رسالہ فیگر اسلام کی ابتدائی تحریک ایسی ہی مجبوریوں کے ماتحت نہ تھی پھر میں نے ایک چھوٹی سی کتاب یا ٹریکٹ صلوٰۃ الجماعت لکھی۔ جس میں تھوڑی سی تمہید دی۔ جس کا غالب پہلو اسی طرف اشارہ کرتا تھا کہ بعض حالات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے غیر احمدی کے پیچھے نماز کو جائز رکھا ہے اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فتاوی متعلقہ نماز بغیر کسی تنقید کے جمع کر دیئے گئے۔ اس کتاب پر نظر ڈالنے سے جناب مولوی صاحب نے یہ محسوس کیا کہ اس سے نماز کے متعلق ان کے طریق کار کی تائید نہیں ہوتی۔ اور اس کو ایسی کمیٹی کے سپرد فرما دیا جہاں وہ کھٹائی میں ڈالدی گئی۔ آخر تنگ آکر میں نے وہ مسودہ واپس لے لیا اور اپنے خرچ پہ طبع کرایا اس مسودہ کو حضرت مولوی صاحب کے پیش کرنے والوں نے مجھے بتایا کہ مولوی صاحب فرماتے تھے اس کا نتیجہ ہماری جماعت کے مسلک کے خلاف ہے حالانکہ وہ صرف مجموعہ تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فتاوی کا بغیر کسی تنقید کے۔

جلسہ ۱۹۴۲ء یا ۱۹۴۳ء میں جماعت کا ایک حصہ اس امر کو محسوس کرنے والا پیدا ہو گیا۔ کہ قادیان کی جماعت کے ساتھ تعلقات خوشگوار ہونے چاہئیں۔ اور حضرت مولوی صاحب کے پاس اس قسم کی درخواستیں پہنچیں۔ آپ نے جلسہ سالانہ کے خطبہ میں فرمایا کہ وہ تعلقات کو خوشگوار رکھنا چاہتے ہیں۔ اور جماعت کو چاہیئے کہ وہ رنجش پیدا کرنے والے امور سے محترز رہیں۔ میں نے اسی فرمان کی بنا پر ایک مختصر چند سطروں کا اعلان مرتب کر کے اور جماعت کی توجہ کے لئے اخبار میں شائع کرنے کیلئے بھجوایا۔ جو آپ نے یہ کہہ کر روک دیا۔ کہ خطبہ چھپ جائے گا وہی کافی ہے۔ اور اس طرح مفید تحریک کو بروئے کار لانے کے لئے سعی کا دروازہ بند کر دیا۔

۱۹۴۳ء کے جلسہ سالانہ پر میں نے لکھا کہ میں جلسہ میں ایک تقریر کرنا چاہتا ہوں جس کا عنوان تھا "الصلح خیر"۔ مجھے اس کی اجازت نہ دیگئی۔ یہ مشتے نمونہ از خروارے وہ آزادی ضمیر ہے جو لاہور کی جماعت والوں کو حاصل ہے اور جس سے مجبور ہو کر میں نے ٹریکٹ "فتنہ آفاق" لکھا۔ جس میں ہر دو جماعتیں مخاطب تھیں۔ اگر جماعت میں ہر پہلو پر اظہار خیال کی آزادی ہوتی۔ اور دونوں کی جماعت کی آزاد رائے پر ہوتا تو شاید جو اقدام میں نے کیا۔ یہ اس شکل میں نہ ہوتا۔ بلکہ دو جماعتوں میں تعاون کے کسی متفق پروگرام کے ساتھ جماعتی

رنگ میں ہوتا۔ پھر بیعت کر لینے کے بعد میں ایک نمونہ جماعت کے سامنے پیش کرنا چاہتا تھا کہ عقائد میں اختلاف رکھتے ہوئے اور ان کا اظہار بغیر کسی منافقت کے کرتے ہوئے کوئی شخص کس طرح محبت کی فضا میں دونوں جماعتوں سے تعاون رکھ سکتا ہے۔ میں نے مولوی صاحب سے درخواست کی کہ میں نے بیعت تنظیم کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح سے اس امر کا اطمینان کر لیا ہے کہ میری بیعت میری لاہور کی انجمن اشاعت اسلام کا ممبر رہتے اور ان کے ساتھ تعاون کی منافی نہیں اور میں بدستور اپنے تعلقات انجمن سے رکھنا چاہتا ہوں۔ میں دائمی ممبر تھا۔ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام کے قواعد کے مطابق کوئی مجھے مجلس معتمدین کی ممبری سے ہٹانے کا مجاز نہ تھا۔ بعیت خلافت بروئے قواعد میرے اخراج کی بنیاد نہیں بن سکتی تھی۔ لیکن اپنے ہی قواعد کی پرواہ نہ کرتے ہوئے آپ نے میرے نام پر خط تنسیخ کھینچ دیا۔ اور مجھے میری گزارش کا جواب دینے یاد دلانے کی تکلیف بھی گوارا نہ فرمائی۔ یہ ہے وہ آزادی ضمیر جس پر جماعت لاہور کو فخر ہے۔ آزادی ضمیر بھی وہیں زیادہ ہے۔ جس میں اختلاف خیال کو برداشت کرنے کی وسعت موجود ہو۔ مولوی صاحب نے میرے ٹریکٹ پر مجھے تنبیہ فرمائی اور لکھا کہ تم جماعت میں انتشار پیدا کرنا چاہتے ہو۔ امام جماعت قادیان فرماتے ہیں کہ عقائد میں اختلاف رکھو۔ بیشک ظاہر بھی کرو۔ نہ ظاہر کرنا منافقت ہے۔ لیکن ایسے طریق پر نہ کرو کہ جماعت میں فتنہ اور انتشار پیدا ہو۔ کیا مجھے بتایا جا سکتا ہے کہ ان دونوں میں کیا فرق ہے کہ یہ کہا جائے کہ ایک جگہ آزادی ہے اور دوسری جگہ نہیں۔ ایک جگہ آگے زبان بندی اگر یہاں ہے۔ تو وہاں بھی ہے جماعت کے انتشار کا شائبہ اگر ایک جگہ گوارا

نہیں تو دوسری جگہ بھی نہیں۔ ایک جگہ اختلاف خیال رکھ کر اسے ظاہر بھی کر کے ایک آدمی جماعت میں رہ سکتا ہے۔ مگر دوسری جگہ سے قواعد کو توڑ کر بھی خارج کر دیا جاتا ہے۔ میں نے واقعات پیش کر دیئے ہیں۔ نتیجہ ہر شخص خود اپنا نکال سکتا ہے۔ سچ پوچھیئے تو اظہار اختلاف میں انتشار اور فتنہ کے پہلو سے بچنے پر زور دیئے جانے کی حکمت مجھے جناب مولوی صاحب کے سلوک اور تنبیہ نے ہی محسوس کرائی۔ اور آزادی ضمیر رکھنے کا ثبوت اب مجھ سے وہ خود ہی مانگتے ہیں۔

اعلان نکاح

کیپٹن بشیر احمد صاحب آئی ایم ایس پسر شیخ شمس الدین ریٹائرڈ ہائیکورٹ لاہور کا نکاح مسماۃ خورشید بیگم بنت میاں محمد عبداللہ صاحب ایم اے پروفیسر علی گڑھ یونیورسٹی کے ساتھ پانچہزار روپیہ مہر پر مفتی محمد صادق صاحب نے پڑھایا احباب دعا فرمائیں یہ رشتہ جانبین کے لئے دین و دنیا میں مبارک کرے آمین ثم آمین

شمس الدین بقلم خود — ۸ — ۹/۴۴

آنکھوں کا اثر عام صحت پر

آنکھوں کی بیماریاں نظر سے تعلق نہیں رکھتیں۔ سردرد کے مریض سستی کا شکار۔ اور اعصابی تکلیفوں کا ت نہ نیند والے لوگ اصل میں آنکھوں کے مریض ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو سرمہ ممیرا خاص استعمال کرنا چاہیئے۔ فی تولہ ۶ چھوٹا نسخہ عمر تین آنہ ۱۲ ار

ملنے کا پتہ

دواخانہ خدمت خلق قادیان

زائرین کعبہ و مدینۃ الرسول کی خدمت میں

اگر آپ کا امسال حج کرنے کا ارادہ ہے۔ تو مبارک ہے۔ قبل اس کے کہ آپ حجاز مقدس میں حاضر ہوں رہنمائے حج المعروف گلزار حج مولوی محمد رشید صاحب بھیروی نے پنجابی شعروں میں ایک مدلل و مکمل کتاب حاجیوں کی رہنمائی کے لئے تصنیف فرمائی ہے مطالعہ فرمائیے رہنمائے حج کے مطالعہ سے آپ کو راستے میں اور حجاز مقدس میں کسی اور معلم کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ صرف ایک صد نسخہ ہمارے پاس ہے۔ اس کی قیمت بلحاظ لاگت سوا دو روپیہ قبل از زمانہ جنگ رکھی گئی ہے۔ وی پی طلب فرمانے پر یا بذریعہ منی آرڈر بھیجنے پر روانہ کی جائے گی۔ محصول ڈاک صرف دس آنے ہے۔ ملنے کا پتہ:۔

مولوی محمد اسحاق بک سیلر و پبلشر اردو بازار سرائے عالمگیر ضلع گجرات (پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

واشنگٹن ۱۱ ستمبر۔ اتحادی فوجیں ہوائی اور بحری جہازوں کے ذریعہ جنوب مغربی بحرالکاہل کے ایک اور جزیرہ سانپوری میں اتر گئی ہیں۔ یہ جزیرہ ڈچ نیوگنی کے جزیرہ بیاک کے قریب ہے دشمن نے یہاں بہت کم مزاحمت کی

لنڈن ۱۱ ستمبر۔ حال میں برطانیہ میں جو رائے شماری کی گئی۔ وہ مظہر ہے کہ برطانیہ کی ۶۳ فیصدی آبادی اس بات کے حق میں ہے کہ برطانی گورنمنٹ ہندوستانی لیڈروں کے ساتھ ازسرنو بات چیت کرے۔ اس امر کی مخالفت صرف پندرہ فی صدی نے کی۔

صوفیہ ۱۱ ستمبر۔ بلغاریہ ریڈیو نے اعلان کیا ہے۔ کہ قائم مقام شاہ بلغاریہ کو معزول کر دیا گیا ہے۔ ماسکو ریڈیو نے اعلان کیا ہے کہ روسی فوج نے بلغاریہ میں لڑائی بند کر دی ہے۔ جرمن خبر رساں ایجنسی نے اعلان کیا ہے کہ جرمنی کے زیر ہدایت بلغاریہ میں ایک نیشنل گورنمنٹ بن گئی ہے۔ جو جرمنی سے تعاون جاری رکھے گی یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ بلغاریہ کا ایک وفد ماسکو گیا ہے۔ جس کا مقصد بلغاریہ سے جرمنوں کے اخراج کے لئے روس سے فوجی تعاون حاصل کرنا ہے۔

لنڈن ۱۱ ستمبر۔ روس اور رومانیہ میں جن شرائط پر صلح ہوئی ہے۔ وہ یہ ہیں۔ کہ بسربیا اور بکو ونیا کے علاقے روس کو مل جائینگے۔ رومانیہ کے نقل و حمل کے تمام ذرائع روس کے اختیار میں ہوں گے۔ رومانیہ روس کو جنگ کا تاوان ادا کرے گا۔ فوجی کارروائیوں کے لئے روس رومانیہ کے غیر مقبوضہ علاقے پر قابض رہے گا۔ ٹرانسلوینیا سے رومانیہ کو واپس ملنے کے مطالبہ کی روس حمایت کرے گا۔

لنڈن ۱۱ ستمبر۔ جنرل ڈیگال نے اپنی کابینہ میں ردوبدل کیا ہے۔ سب اہم تبدیلی یہ ہے کہ مشہور کمیونسٹ لیڈر خارجز بدولٹ کو وزیر خارجہ مقرر کیا گیا ہے

برسلز ۱۱ ستمبر۔ ایک گرفتار شدہ جرمن جرنیل نے اس خبر کی تصدیق کی ہے۔ کہ جرمن کمانڈر انچیف جنرل وان کلوگ ہلاک اور مارشل رادمیل بری طرح مجروح ہو چکا ہے۔

لنڈن ۱۱ ستمبر۔ ماسکو ریڈیو نے ہنگری کو مشورہ دیا ہے کہ جرمنوں کی غلامی کا جوا اُتار کر اتحادیوں سے مل جائیں۔

لنڈن ۱۱ ستمبر۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ ۶ جون سے اس وقت تک امریکن فوجیں فرانس میں دو لاکھ ۵ ہزار جرمنوں کو گرفتار کر چکی ہیں۔ تیسری امریکن فوج نے ۶۲ ہزار جرمنوں کو مجروح کیا۔

لنڈن ۱۱ ستمبر۔ ماسکو میں اعلان کیا گیا ہے کہ روسی فوجیں مشرقی پرشیا میں داخل ہو گئی ہیں اور روسی توپیں اور ٹینک دریائے نارو کے ساتھ ساتھ بڑھ رہے ہیں۔ جو مشرقی پرشیا کے جنوب میں بہتا ہے۔ جرمن روسیوں کو روکنے کے لئے ٹائیگر ٹینک استعمال میں لا رہے ہیں وارسا کے شمال مشرق میں گھمسان کا رن پڑ رہا ہے جرمن وارسا میں پولوں پر بہت زیادہ ظلم ڈھا رہے ہیں۔ حکومت برطانیہ نے ایک بار پھر متنبہ کیا ہے کہ وارسا کے شہریوں پر ظلم و ستم کرنے والے جرمنوں کو ہرگز معاف نہیں کیا جائیگا

جرمن شہریوں کو بڑے بڑے ٹینکوں کے نیچے روند رہے ہیں۔

لنڈن ۱۱ ستمبر۔ نانسی (محاذ موزیل) کے قریب اتحادیوں نے جرمنوں کی زہریلی گیس کے ایک کارخانہ پر قبضہ کر کے بہت سی گیس برآمد کی ہے۔ خیال ہے یہ گیس یہاں پر سلسلہ ٹریننگ جمع کی گئی تھی۔

لنڈن ۱۱ ستمبر۔ جاپان کے وزیر اعظم نے جاپان کے جنگی مقاصد حسب ذیل بتائے۔ دنیا میں جاپان کی مناسب پوزیشن کو قائم رکھنا۔ برطانیہ و امریکہ کے جارحانہ اقدامات کا انسداد۔ دنیا کی سلطنتوں میں اتحاد اور اتفاق کی سپرٹ پیدا کرنا۔ اور دنیا کو صلح و امن کی منزل تک پہنچانا۔ تعاون کے ذریعہ دنیا کی خام پیداوار سے ہر ایک ملک کو استفادہ کا موقع بہم پہنچانا۔ اور باہمی احترام کا جذبہ پیدا کرنا۔

لنڈن ۱۱ ستمبر۔ پہلی امریکن فوج نے لکسمبرگ کے دارالسلطنت کو آزاد کرا لیا ہے۔ اور اب جرمن سرحد سے دس میل پر ہے۔ یہاں سے آخن تک امریکن برابر بڑھ رہے ہیں۔ اور توپوں کے گولے جرمنی میں گر رہے ہیں۔ منز البرٹ پر گھمسان کا رن پڑ رہا ہے۔ دوسری برطانی فوج نہر کے پار اپنے مورچہ کو بڑھانے میں کامیاب ہو گئی۔ موزیل کے محاذ پر تیسری امریکن فوج کے دستے نانسی کے محاذ پر جرمن بچاؤ کے مورچوں میں گھس گئے۔

لنڈن ۱۱ ستمبر۔ اٹلی میں اتحادی فوج نے پسٹویا کا شہر دشمن سے صاف کرا لیا ہے جو فلورنس سے شمال مغرب میں ہے۔ ۳ کشتیوں فوج نے دشمن کے ایک ہوائی حملہ کا منہ توڑ جواب دیا۔

لنڈن ۱۱ ستمبر۔ روسی ملتان میں ہر طرف بڑھ رہے ہیں اور ٹرانسلونیا میں ایک ریلوے جنکشن پر قبضہ کر چکے ہیں۔ وہ کراسنو میں بھی داخل ہو چکے ہیں جو پولینڈ کے شمال مغرب میں جیکوسلواکیہ کی سرحد سے ۱۹ میل ہے۔

کانڈی ۱۱ ستمبر۔ مایو کی پہاڑیوں میں ٹو تھیڈ اٹنگ جنوب مغرب میں ایک اہم چٹان کے لئے بڑے زور کی لڑائی ہو رہی ہے۔

لنڈن ۱۱ ستمبر۔ مسٹر چرچل کینیڈا پہنچ گئے۔ کیوبک میں

ملک میسور میں شیطان کانفرنس نے تہلکہ مچا دیا

یہ دلچسپ اور پُرلطف کتاب ریاست میسور میں بڑے بڑے اعلیٰ تعلیم یافتہ اصحاب میں پہنچ گئی ——

ہمارے ایک دوست نے جو شیموگا ریاست میسور کے رہنے والے ہیں قریباً

دو سو کتاب غیر احمدی اعلیٰ طبقہ میں

پہنچا دی ڈائرکٹر۔ انسپکٹر سکول۔ انسپکٹر پولیس۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ جج۔ مجسٹریٹ۔ ڈاکٹروں وکیلوں۔ تاجروں۔ رئیسوں اور مشہور فرموں کو یہ نادر تبلیغی ناول پہنچ چکی ہے

تبلیغ کا نہایت موثر اور ٹھوس ذریعہ ہے ؟؟؟

بہت تھوڑی سی کتاب رہ گئی ہے۔ اس لئے احباب جلدی اس عجیب کتاب کو اپنے علاقہ کے غیر احمدیوں تک پہنچا دیں۔ ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا قیمت صرف ۱۲/ علاوہ محصول ڈاک

اسلم صاحب کی

دیگر تصانیف

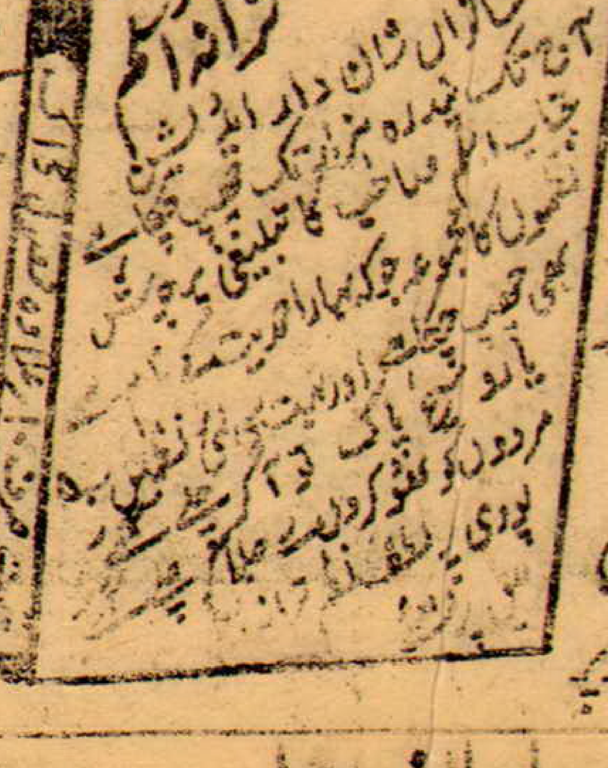

نماز بالتصویر نہایت خوبصورت فوٹو جن میں نماز کی مختلف شکلیں دکھائی گئی ہیں بچے دیکھ کر خود بخود نقل کرنے لگتے ہیں ہدیہ ۴/

پیارے خدا کی پیاری باتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے الفاظ میں

احمدیت کی ننھی کتاب چھوٹے بچوں کا کورس ۸/

نوٹ اپنا ایڈریس صاف اور خوشخط لکھا کریں۔

اسلم سنز دارالفضل۔ قادیان

ریلوے مسافروں کو انتباہ

اگر آپ کے سامان میں "مستثنیٰ" اشیاء شامل ہیں (تفصیلات رائج ٹائم ٹیبل میں ملاحظہ کی جائیں) جن کی قیمت ایک سو روپیہ سے زائد ہے۔ تو انہیں روانگی کے سٹیشن سے بیمہ کرا لیجئے۔ ورنہ نقصان یا ضائع کی صورت میں ریلوے ذمہ دار نہ ہو گی ——!!

آپ کو متنبہ کر دیا گیا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah